فـــمن كان منكم مريضا او
علــى سفر فعدة من ايام اخر
توتم میں سے مریض اور مسافر روزہ کو دوسرے دنوں میں پورا کرلیں
روزہ
اوراس کے مسائل و
احکام
مصنف
مفتی محمد سجاد حسین قاسمی

نام کتاب : روزۃ اوراس کے مسائل واحکام

مصنف : مفتی محمد سجاد حسین القاسمی نان پوری مقیم بنگلور کرناٹک

پہلی اشاعت : ۲۰۲۱ء

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : ۲۰/روپئے

سلسلہ مطبوعات : باہتمام: مکتبہ سعدین یاسین نگر بنگلور

Roza Aur Us k Masail -o-Ahkam

by:

Mufti Md Sajjad Hussain Qasmi

Address

Yasen Nagar,Hbr Layout

Bangaluru,Karnataka

Indid-Pon : 560043

روزہ

روزہ کی تعریف : اللہ تعالی کے قرآن مجید میں ارشاد "أَتِمُّوا الصِّيامَ أَلَى اللَّيلِ" کہ "روزہ کو رات تک مکمل کرو" کی دلیل سے "**روزہ**" صبح صادق یعنی سحری کھانے وقت کے ختم ہو نے سے غروب آفتاب تک، کھانے، پینے اور بیوی سے جماع کرنے سے رکنے کا نام "روزہ" ہے۔ یہ ہر بالغ، عاقل مسلمان مرد و عورت پر یکساں طور پر مثل نماز و روزہ کے فرض عین ہے۔

درروزہ کی حیثیت: روزہ دین اسلام کے پانچ ارکان وضروری ستونوں میں سے آخری اور اہم ستون ہے۔ اس کا منکر کافر اور اس میں سستی برتنے والا فاسق مسلمان ہے۔

روزہ کی غرض: روزہ رکھنے کی غرض: قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا اور قوت نورانیہ و ملکیہ کا بڑھانا ہے۔ یعنی انسان اگر معدہ کو غذا کم دیتا ہے تو یہ فرشتوں جیسی صفت اختیار کرتی ہے۔ اگر اسے کھانا بھر پور دیتا ہے تو یہ جانوروں جیسی صفت اختیار کر کے بے تحاشا خواہشات نفسانیہ کے پانے کی طرف بھاگتا ہے۔ اللہ تعالی نے انسان میں پیٹ کے غذا کے سبب انسان میں صفت ملکوتی یعنی فرشتوں والی صفت اور صفت بہیمیہ یعنی جانوروں والی صرف کھانے اور دنیا کے لئے ہکلانے کی صفت رکھی ہے۔ جنت اور سکون اور اللہ کی ربوبیت و معیت صفت ملکویت کے اختیار کرنے سے حاصل ہے۔ اللہ تعالی کی چاہت اپنے بندوں سے اپنی معیت ہے۔ اس لئے بندوں کو روزہ رکھنے کو فرض قرار دے کر اپنا دوست بنانا چاہتا ہے اور اس کے ذریعے اسے دارین میں پر سکون بھی رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ بندہ کے اندر صفت بہیمیت ختم ہو کر صفت ملکوتیت پیدا ہو کر اللہ کے قریب ہو کر اللہ کی چاہت کو بھی پورا کرے اور خوش بھی ان کے سایہ میں پرسکون رہے۔

روزہ کے واجب ہونے کی شرطیں:

☆ : روزہ کے شرائط میں سے مسلمان ہونا، بالغ ہونا، رمضان کی فرضیت سے واقف ہونا، یا دارالسلام میں ہونا ہیں۔اسی طرح ان عذروں سے خالی ہونا جن سے روزہ رکھنا جائز نہیں۔رد المختار میں ایسے عذر دس شمار کئے گئے ہیں۔سفر۔حمل۔زچہ۔مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ۔جان یا بدن کا خوف۔جہاد۔بھوک شدید۔شدید پیاس۔

روزہ کے صحیح ہونے کی شرطیں:

☆ : مسلمان ہونا، حیض و نفاس سے خالی ہونا، دل سے ہر روزے کے لئے نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کرنی۔

روزہ کے اقسام: ☆ : روزے آٹھ قسم کے ہیں۔فرض معین۔فرض غیر معین۔واجب معین۔واجب غیر معین۔مسنون۔مستحب۔مکروہ تحریمی۔مکروہ تنزیہی۔

روزہ کے اقسام کی شناخت و تعریفات:

☆ : **فرض معین** :ایسا روزہ جس کی دن تاریخ متعین کر کے روزہ رکھنے کے لئے منت مان لی جائے۔اس کو واجب معنی کہتے ہیں۔اس روزہ کو اسی دن تاریخ میں جس کے لئے منت متعین کی ہے۔رکھنا واجب ہے۔

☆ : **فرض غیر معین** : رمضان کے قضاء روزے۔فرض غیر معین ہیں۔

☆ :**واجب معین** : رمضان کے روزہ کی شعبان کی اٹھائیس یا انتیسویں کے چاند دیکھنے والے شخص پر، یا اس کے پاس کسی عینی شاہد کے گواہی دینے پر اگلے دن کا روزہ رکھنا فرض غیر معین ہے۔

☆ :**واجب غیر معین** : کفارے کے روزے واجب غیر معین روزے ہیں۔

☆ : **نذر غیر معین** : بلا دن و تاریخ کے منت مانا ہوا روزہ نذر غیر معین روزہ ہے۔یہ ان نفل روزوں کی قضا ہیں جو شروع کرنے کے بعد فاسد ہو گئے ہوں۔

☆ : **مسنون** : عرفہ کا روزہ۔عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ، مسنون روزہ ہیں۔ایام بیض یعنی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ رویں تاریخ کے روزے، مستحب روزے ہیں۔

☆ : **مستحب** : شوال کے شروع کے چھ روزے۔اگر چہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بقول عالمگیری مکروہ ہے۔مگر متأخرین فقہائے حنفیہ نے مستحب مانا ہے۔مولانا عبدالشکور فاروقی نے اس روزے کو درمیان میں فصل کر کے رکھنے کو مستحب لکھا ہے۔مگر فقہائے حنفیہ میں سے متاخرین جواز کے قائل حضرات نے تسلسل کے ساتھ رکھنے کو مستحب لکھا ہے۔دوشنبہ پنجشنبہ کے روزے۔ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے ۸ روزے۔صوم داؤدی۔سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ ایک

دن بیچ میں ناغہ کر کے روزے رکھنا۔خواص کے لئے یوم الشک کا روزہ۔اکثروں کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔مگر شیخ فاروقی نے اخص الخواص کے لئے اسے مستحب لکھا ہے۔

☆ : **مکروہ تحریمی** : عیدالفطر کا روزہ۔عیدالاضحیٰ کا روزہ۔بقرعید ہی میں ایام تشریق کے روزے۔خاص کر عاشورہ کا روزہ۔خاص کر ہفتہ کا روزہ۔خاص کر جمعہ کا روزہ۔۹/روز کا روزہ۔مہرجان کا رووزہ۔عام لوگوں کے لئے یوم الشک کا روزہ۔عورت کو بغیر شوہر کی اجازت روزہ،غلام اور مزدوروں کیلئے آقا اور مالک کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا۔رمضان سے پہلے اور شعبان کی پندرہویں تاریخ یعنی شب برأت کے بعد احترام رمضان میں روزے رکھنا،مکروہ تحریمی ہیں۔

☆ : **مکروہ تنزیہی** : بلا ناغہ ہمیشہ روزہ کھنا۔روزہ میں وصال کرنا۔یعنی روزہ میں رات کو بھی افطار نہ کرنا۔البتہ وہ شخص مستثنیٰ ہے جسے وصال میں کچھ تکلیف نہ ہو،اس کے لئے کراہت نہیں۔سکووت کا روزہ۔

روزے کے فرائض

روزے کے تین فرائض ہیں۔

☆ : صبح صادق کے طلوع ہونے سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھانا پینا۔یہ کھانا پینا منہ سے ہو یا عموماً جن حصۂ بدن سے کھائی نہیں جاتی۔ان سے بھی مثل ناک کے ذریعے کھانا یا کان میں تیل وغیرہ کھائی جانے والی چیز ڈالنا۔

☆ : صبح صادق کے طلوع ہونے سے غروب آفتاب تک جماع نہ کرنا۔لوطت،مشت زنی اور ان کے علاوہ جانبوجھ کر مادہ نکالنے کی سبھی صورتوں کا بھی یہی حکم ہے۔البتہ احتلام کا اس میں کوئی دخل نہیں۔کیوں کہ یہ فطری اور غیر اختیاری بلکہ ایک مرد کے لئے پندرہ دنوں بعد ضروری عمل ہے۔

روزے کے سنن ومستحبات

☆ : غیبت،چغلی،جھوٹ،ناحق کسی کا مال لے لینا،ظلماً کسی کو مارنا،کسی کو سخت جملے یا الفاظ کہنا،غصہ کرنا،گالی بولنا،اور دیگر تمام روحانی امراض و گناہ کی چیزوں کو چھوڑنا۔اسی طرح روزہ افطار میں جلدی کرنا۔

اب اخیر میں تمامی لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر حضرت ابن عباسؓ والی اس حدیث میں روزہ داروں کے رمضان میں اللہ کے موافق حکم روزہ اور دیگر احکامات پر عمل کرنے سے انعام ملتا ہے تو اسے بڑے احتیاط سے روزہ رکھنا چاہیئے۔تراویح بھی بڑے شوق سے مسائل کی روشنی میں پڑھنی چاہیئے۔سحری وقت مقررہ پر حکم الٰہی کے موافق کھانی چاہیئے۔زکوۃ،صدقات وخیرات قانون اسلام کے موافق دینا چاہیئے۔روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا ہے۔ان اموروقوانین کی جانکاری رکھنی چاہیئے۔

ان چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

میں عام لوگوں کی جانکاری کے لئے پہلے روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔اس کا ذکر کرتا ہو۔اس کے بعد کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا ہے۔اس کا ذکر کروں گا۔

☆ : بھولے سے کھانے پینے کے بعد روزہ ٹوٹ گیا سمجھ کر دوبارہ کھا پی لیا تب روزہ ٹوٹ جائے گا۔اب اس روزہ کی قضا واجب ہے۔کفارہ واجب نہیں۔

☆ : قے ہونے سے یہ دیکھا جائے گا کہ کتنی قے ہوئی۔اگر تھوڑی قے ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔اگر تھوڑی تھوڑی کئی بار قے ہوگئی جو منہ بھر کر سمجھ میں آئے یا ایک ہی بار منہ بھر کر قے ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔کفارہ واجب نہیں وَالبتہ قضا ضروری ہے۔

☆ : اگر منہ بھر کر قے ہوگئی اور روزہ ٹوٹ گیا سمجھ کر جانبوجھ کر پھر کھا پی لی تو اب روزہ بھی ٹوٹ گیا اور اس کی قضا اور کفاہ بھی واجب ہے۔

☆ : روزہ افطار کرنے کے لئے وقت کے انتظار میں تھا۔مگر غلطی سے یا جلدی سے یا وقت ہو گیا سمجھ کر روزہ افطار کر لی اور وقت ہوا نہیں تھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔مگر اس صورت میں صرف قضا واجب ہے۔کفارہ نہیں۔

☆ : دانت سے خون نکل گیا۔پھر اس کو نگل لی تو اب روزہ ٹوٹ جائے گا۔قضا واجب ہے۔کفارہ نہیں۔

☆ : مقام مخصوص میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔کیوں اس کے اثر براہ راست معدہ تک چلا جاتا ہے۔

☆ : روزہ یاد تھا۔ایسی حالت میں وضو یا غسل کے وقت منہ میں پانی ڈالا مگر دھوکے سے یا اچانک پانی منہ کے اندر سے حلق کے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔قضا واجب ہے۔کفارہ نہیں۔کسی چیز کو چکھنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔مگر جس کا شوہر نا ہنجار اور بدمعاش ہو اور کھانے

میں نمک وغیرہ کم رہنے سے فساد کا اندیشہ ہو تو ایسی عورت کے چکھنے سے روزہ اس کا نہیں ٹوٹتا ہے۔ دیگر لوگوں کے لئے ایسی صورت میں روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ احتیاط کرنا چاہئے۔

☆ : منہ سے نکلا ہوا تھوک یا خون تھوک سے زیادہ مقدار میں نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : ناک اور کان می ں دوا ڈالنے سے رو,ہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کا اثر براہ راست معدہ تک پہنچ جاتا ہے۔

☆ : منہ سے نکلا ہوا تھوک یا خون تھوک سے زیادہ مقدار میں نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : اگر ڈاکٹر بتلا دے کہ یہ انجکشن براہ راست معدہ تک اثر انداز ہوتا ہے تو اس انجکشن سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : اگر طاقت کے لئے گلوکوز چڑھائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : مریض کی بیماری ٹھیک ہونے کے لئے گلوکوز چڑھائے تو اس سے روزہ نہیں مکروہ ہوتا ہے۔

☆ : روزہ میں دانت سے خون نکلا اور نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ مگر عموما احتیاط نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے یہ استعمال نہ کریں۔

☆ : گرد وغبار اور دھول وغیرہ اگر جان بوجھ کر ایسی جگہ رہے کہ وہ حلق سے نیچے اتر جائے اور کھانسی سی آ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : پٹرول اور گیس وغیرہ کے حلق میں جانے سے بھی احتیاط برتے۔ بچنیکے باوجود پیٹ تک یہ پہنچ گیا تو مکروہ ہے، اور اگر یہ سب معدہ تک جان بوجھ کر پہنچائی اور احتیاط نہیں برتے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : عورت کی ناپاکی کے دن اگر رمضان میں آ گئے تو ان دنوں میں روزہ نہیں ہوگا۔ جتنے دنوں کی ناپاکی کی عادت ہے۔ اتنے دنوں کے روزے رمضان کے بعد قضاء کر لے۔ یاد رہے نماز تو ان دنوں میں معاف ہے۔ مگر روزہ معاف نہیں ہے۔ اس کی قضا ہر حال میں بعد میں ضروری ہے۔

☆ : عورتوں کا رمضان کے ایام ناپاکی کو دوا کے ذریعے روک کر روزے رکھنا اصل مسئلہ کے اعتبار سے جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ " لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت " دفعہ الٰہی کی دلیل سے چیز میں زبردستی چونکہ درست نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالی نے فطرت پر قائم رہنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے ماہانہ ناپاکی کے ایام عورت خود سے لاتی نہیں ہے۔ بلکہ وہ منجانب اللہ اس کی صفت خاصہ میں داخل ہے اور خود بخود آتی ہے۔ اس لئے

دواؤں کے ذریعے روزہ رکھنے کی ترکیب لگانا اپنی صحت کو زبردستی خراب کرنا اور امانت الٰہی کے پارٹس کو ڈیمیج کرنا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

رہا یہ مسئلہ کہ کسی عورت نے دوا کے ذریعے اپنے ناپا کی کے ایام کو روک ہی لی اور روزہ رکھ ہی لی تو اس کا روزہ ہوگا یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ روزہ کے لئے عورت کے ایام ناپا کی کا نہ ہونا شرط ہے۔ جب شرط نہیں پائی گئی تو مشروط یعنی مشروط بھی نہیں پائی جائے گی۔ پس جب روزہ کی شرط پا کی پائی گئی۔ خواہ کسی سبب سے بھی ہو۔ تو اس کی مشروط یعنی روزہ بھی پائی جائے گی۔ اس لئے روزہ تو ہو جائے گا۔

☆ : روزہ رہتے ہوئے ناپا کی شروع ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مگر روزہ کے احترام میں کھانا پینا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ شام تک روزہ دار کی طرح کچھ نہ کھانا پینا چاہیئے۔

☆ : میاں بیوی روزہ کی حالت میں مجامعت کر لی تو روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔

☆ : زخم ایسا ہو کہ دوا ڈالنے سے اثر دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کسی روزہ دار کو زبردستی کسی نے کھلا پلا دی اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : اختقان اور ناس لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : روزہ کی نیت نہ کرنے سے رو,ہ نہیں ہوگا۔ مگر زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ کیوں کہ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ سحری کھانا روزہ رکھنے کیے لئے نیت ہی سے اٹھا جاتا ہے۔ اس لئے سحری تو کھائی مگر زبان سے نیت نہیں کی تو روزہ ہو جائے گا۔ پیٹ کے ناف کوئی ایسی چیز ڈالنا جس سے فائدہ کا خیال نہ ہو اسی طرح ناک، کان امشترک حصے یا عورت کے خاص حصہ سے اسی طرح مرد کے پیشاب کے سوراخ کے ذریعہ کسی چیز کا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ کیوں کہ ان جگہوں سے براہ راست معدہ تک غذا نہیں پہنچ جاتی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : کسی کے جوٹھا کھالی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : دانتوں کے درمیان اٹکے غذا کے نکلے اور دوبارہ کھا جانے سے رزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : عورت، مرد کا ایک دوسرے کے کسی حصہ کو دیکھ کر جانبوجھ کر منی خارج کر لی تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ بھی دینا ہوگا۔

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے

☆ : بھولے سے کھا پی لینے کے بعد میں یاد آیا کہ میں تو روزے سے تھا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : منہ سے نکلا ہوا تھوک یا خون تھوک سے زیادہ مقدار میں نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔روزہ میں تھوک نگل سکتے ہیں۔ہاں! بہت زیادہ تھوک جمع کر کے نگلنا مکروہ ہے۔

☆ : منہ سے نکلا ہوا تھوک یا خون تھوک سے کم مقدار میں نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : زخم پر مرہم یا پٹی لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : براہ راست معدہ تک جس انجکشن کی دوا اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔اس انجکشن کے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : کسی کو خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : جلنے، کٹنے وغیرہ سے خون نکل جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : روزہ میں دانت سے خون نکلا اور نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ : ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔مگر عموما احتیاط نہیں ہوتا ہے۔اس لئے یہ استعمال نہ کریں۔

☆ : گرد وغبار اور دھول وغیرہ اگر جانبوجھ کر ایسی جگہ رہے کہ وہ حلق سے نیچے اتر جائے اور کھانسی سی آ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ورنہ روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ : پٹرول اور گیس وغیرہ کے حلق میں جانے سے بھی احتیاط برتے۔اگر یہ سب معدہ تک جان بوجھ کر پہنچائی اور احتیاط نہیں برتے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ورنہ نہیں۔

☆ : میاں بیوی روزہ کی حالت میں مجامعت کر لی اور اسے روزہ رہنے کا خیال ہی نہیں رہا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔مگر روزہ کی حالت میں احتیاط ضروری ہے۔

☆ : پیٹ کے ناف کوئی ایسی چیز ڈالنا جس سے فائدہ کا خیال نہ ہو اسی طرح ناک، کان ا مشترک حصے یا عورت کے خاص حصہ سے اسی طرح مرد کے پیشاب کے سوراخ کے ذریعہ کسی چیز کا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔کیوں کہ ان جگہوں سے براہ راست معدہ تک غذا نہیں پہنچتی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔اسی طرح ان جگہوں میں روئی ڈالی جو بالکل غائب ہو گئی تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : مٹی، ٹھکری، کنکری یا لکڑی کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ مگر اس طرح روزہ میں کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

☆ : دانتوں کے درمیان اٹکے غذا کے نکلنے سے رزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ : سر میں تیل لگانے سے، غسل کرنے سے، کان میں تیل ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : بلاارادہ مکھی، مچھر، دھواں غبار وغیرہ حلق کے نیچے چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : سرمہ لگانے سے، ناخن کاٹنے سے، زیر ناف، یا سر کے بال کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : پچھنے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : عورت ٹرد کا ایک دوسرے کے کسی حصہ کو دیکھ کر منی خارج ہو جانے سے رو,ہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ کیوں کہ یہ ان کنٹرول صورت حال ہے۔

☆ : کان میں پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : کان میں لیکن تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ : ناک میں بلغز آیا اور اوپر چڑھالی اور وہ حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ناک اچھی طرح صاف رکھنا چاہئے۔

☆ : روزہ کے ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے تعلق سے ایک خاص قاعدہ یاد رکھیں۔ وہ یہ کہ ہر وہ چیز کھانا پینا جو ڈائریکٹ معدہ تک پہنچ جائے روزہ کو توڑ دیتی ہے۔ جو ان ڈائریکٹ اور دیر سے معدہ تک پہنچتی ہے یا نہیں پہنچتی ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

☆ : کسی دشمن کے لڑ پڑ.ے کا یقین ہو یا روزہ رکھنے سے کوئی جنگ کا خطرہ ہو یا گرفتاری کا خطرہ ہو تو احتیاطا روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ کووڈ میں ماحول تھا۔

☆ : بے ہوش کی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مگر شرط ہے کہ یہ بے ہوشی پورے رمضان عارض ہو۔ جیس ہی بے ہوشی ختم ہوگی اور اگر رمضان پالیا تو جتنے روزے پائیں روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

روزہ میں مکروہات چیزیں

☆ : کسی چیز کا بلاوجہ چبانا، بلاوجہ چکھنا، مکروہ ہے۔

☆ : بچہ چھوٹا ہو اور بہت روتا ہو۔ اس کو خاموش کرنے کے لئے منہ سے چبا کر کوئی چیز اس کے منہ میں ڈال اسے خاموش کرنا مکروہ ہے۔

☆ : عورت کو بوسہ و کنار و بغل گیر لینا، ہونٹ منہ میں لینا مکروہ ہے۔ جبکہ جماع کا قوی خوف نہ ہو۔ حالت ضعف والا کوئی عمل کرنا مکروہ ہے۔

روزہ معاف کردیا جاتا ہے

وہ چیزیں جو روزہ کی حالت میں عارض ہوتی ہیں۔ان حالتوں میں روزہ معاف کردیا جاتا ہے۔ایسی ۹ر چیزیں ہیں۔

☆ : حالت حمل۔حالت رضاع۔اکراہ و جبر کی حالت۔سفر۔مرض۔جہاد۔بھوک۔پیاس۔جنون پن، بڑھاپا'' کل ۹ر چیزیں ہیں جن میں روزہ معاف کردیا جاتا ہے۔ایسی حالت کےلوگوں کوفدیہ دینے کا حکم ہے۔

☆ :

''فدیہ''اور''کفارہ'' کا مسئلہ

☆ : کمزور شخص روزہ نہ رکھے۔البتہ بعد میں قضاء کرلے۔لیکن شیخ فانی یعنی ایسی عمر ہوچکی یا ایی بیماری لگ گئی کہ اس سے نجات ممکن نہیں تو ایسے لوگ روزہ نہ رکھے۔بلکہ روزہ کے بدلے''فدیہ'' دے دے۔فدیہ اایک کلو چھ سوتینتیس گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔سیر میں پونے دوسیر ہے۔یہی مقدار صدقۂ فطر کا بھی ہے۔یہی مقدار کفارہ کا بھی ہے۔

☆ : ایک روزہ کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ایک کلو چھ سوتینتیس گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔ساٹھ روزے کا فدیہ الگ الگ دینا چاہئے۔تیس روزوں کا فدیہ ساڑھ باون کلو ہوتا ہے۔اتنے فدیے کی قیمت اگر دے رہے ہیں تو جس دن فدیہ ادا کررہے ہیں،اس دن کی بازار کی قیمت معلوم کرکے اسی قیمت سے فدیہ دینا چاہئے۔اگر فدیہ دینی مدرسہ میں دیتے ہیں تو وہ رقم صرف مدرسہ کے غریب بچوں کے لئے ائز ہے۔دوسرے مالداروں کے لئے جائز نہیں ہے۔

☆ : فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی قت میں دینا بھی جائز ہے۔مگر چنکہ رمضان میں بہت سے فقراء آتے ہیں۔اسلئے ان سبھوں کی رعایت کرکے تھوڑا تھوڑا سبھو ں کو دیا تب بھی جائز ہے۔

☆ : مرحومین کے قضا روزوں کا فدیہ ادا کردینا ان کے سرپرستوں اور بیٹوں مستحب ہے۔کیوں کہ مرحومین اس سے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔اس لئے اگر میت کا مال متروکہ ہے تو پہلے اس میں سے ان کے کفن دفن، وصیت اور قرضے کی ادائیگی کے بعد حساب لگا کر روزے اور بلکہ نماز کا کے فدیے بھی ادا کردینا اشد ضروری ہے۔ایک دن کے پانچ نمازوں مع وتر کا فدیہ ساڑھے دس کلو اناج ہوتا ہے۔ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ۳۱۵ کلو اناج ہوا۔ایک سال کی نمازوں

کا فدیہ ایک آدمی کا ۳۷۸۰ رکلو اناج یا اس کی قیمت بنتی ہے۔اس حساب سے مرحوم کے ذمہ جتنی نمازوں کے قضا کے وجوب کا خیال ہو۔حساب لگا کر فقیر کو دے دیں۔

☆ : اگر کوئی مرحوم کی قضا نمازوں اور روزوں کے فدیے کا حساب لگا کر سال بھر اسی نیت سے یومیہ تھوڑا تھوڑا دیتے رہیں تو بھی دونوں کے فدیے ادا ہو جائیں گے۔

☆ : مرحوم کی اگر کوئی منت ہے اور اسے ادا انہوں نے نہیں کی ہیں تو اس کا بھی فدیہ دینا واجب ہے۔

کفارہ کی مقدار: کفارہ تین ہیں۔اول: ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا۔دوم: ساٹھ دنوں کا مسلسل روزہ رکھنا۔سوم: ساٹھ مسکینوں کو ایک روزہ کے فدیہ ایک کلو چھ سو تینتیس گرام اناج یا اس کی قیمت کے حساب سے کل روزوں اور نمازوں کے بدلے اناج یا اس کی قیمت دینا ہے۔

☆ : تراوی کی قضا نہیں ہے۔البتہ جانبوجھ کر نہ پڑھنے والا ملعون ہے۔

☆ : قضا کے روزوں کا تسلسل سے رکھنا ضروری نہیں۔وقفے وقفے سے رکھ سکتے ہیں۔

روزہ کے فوائد

روزہ کے روحانی اور جسمانی دونوں بہت فوائد ہیں۔انسان فی نفسہ بھولا بھالا اور اللہ کا خلیفہ ہے۔اگر اسے کوئی تیسرا نہ اُسکائے تو اسے قدرت نے جو اعضائے جسمیہ اور ان میں اپنی طرف سے قوت عطا کی ہیں خصوصا دماغی وفکری جو قوت عطا کی ہیں۔ان کے ذریعہ ہمیشہ صحیح رخ کا ہی فیصلہ کرے گا اور کبھی بھی نقصان میں نہیں رہے گا۔

مگر چونکہ اس کے پیچھے شیطان ایک تیسرا حسد کرنے والا اور اسے اُسکا پھسلا کر تکلیف میں ڈالنے لی لئے مستقل کوشش کر رہا ہے۔اس لئے انسان روحانی،جسمانی اور مالی اپنی ینوں عظیم نعمتوں میں نقصان اٹھا ہی لیتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالی نے انسان کو ہدایات عظیم کا مکمل مجموعہ اور نسخہ عطا کیا ہے۔یہی تحفہ دستور ''قرآن مجید'' ہے۔

اس قرآنی دستور میں انسان کے تینوں نعمتوں کی حفاظت اور انہیں قدرتی وفطری بناوٹ پر نارمل اور اعتدال حالت میں رکھنے کے لئے جتنے قوانین یومیہ، ہفتہ واری اور سالانہ عطا فرمائے ہیں۔انہیں قوانین میں سے ایک اہم ااور رکن اصلی والا سالانہ'' رمضان، رمضان''میں قانون ''روزہ'' رکھنا ہے۔اس سے بھی روحانی، جسمانی اور مالی تینوں بہت سے فوائد ہیں۔روحانی فوائد کے تعلق سے سرکار دوعالم ﷺ کی بہت سی احادیث موجود ہیں۔

جیسے بخاری ومسلم شریف کی حدیث ہے ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ مَنْ صَامَ أَیمَانًا وَّ أَحتِسَا بًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِ وَمَا تَأَخَّرَ ہ (رواہ البخاری والمسلم)۔ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے اررشا دفر مایا کہ ''جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا۔اس کے گذشتہ گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

صحیح ابن حبان ،بیہقی اور ترغیب کتاب میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدود کو پہچانا اور جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان سے پرہیز کیا تو یہ روزہ اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

بخاری اور مسلم شریف ہی کی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ آدمی جو بھی (نیک عمل) کرتا ہے تو (اس کے لئے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر یہات سوگنا تک بڑھائی جاتی ہے۔مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ کا قانون اس قانون سے مستثنیٰ ہے یعنی الگ ہے۔کیوں کہ اس کا ثواب اور بدلہ صرف میں ہوں۔

یعنی روزہ داروں کا جزا اور بدلہ یہ ہے کہ اس کو میرا دیدار نصیب ہوگا۔کیوں کہ وہ میرے لئے کھانا، پینا، اپنی خواہش چھوڑتا ہے۔روزہ داروں کے لئے دوفرحتیں ہیں۔ایک فرحت افطار کے وقت ہوتی ہے۔دوسری فرحت رب تعالیٰ سے ملاقات کے وقت (رب کو دیکھ کر) ہوگی۔اسی طرح روزہ داروں سے اللہ تعالیٰ اتنی محبت کرتے ہیں کہ ان کے ڈکار اور منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہے۔

بخاری شریف ہی کی ایک اور حدیث ہے'' کُلُّ عَمَلِ أبنِ آدمَ لَهٗ أَلَّا الصَّومَ فَأَنَّهٗ لِی وَ أَنَا أَجْزِیَ بِهٖ '' کہ ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب اس کو ملے گا۔لیکن روزہ خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا''۔

بخاری شریف میں روایت منقول ہے'' أَنَّ فِی الجَنَّةِ بَابًا یُقالُ لَهَا رَیَّانٌ یَدخُلُ فِیهَا الصَّائِمُونَ یَومَ الْ قِیٰمَةِ لَا یَدخُلُ مِنهُ أَحَدٌ فَإذَا دَخَلُوا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدخُلُ مِنهُ أَحَدٌ' ہ ترجمہ: کہ جنت میں ایک دروازہ ہے۔جس کا نام ''ریان'' ہے۔اس دروازہ سے صرف روزے دار ہی جائیں گے۔دوسرے لوگ داخل نہیں ہوں گے، جب وہ داخل ہوجائیں گے تو یہ دروازہ بند ہوجائے گا۔پھر ان کے بعد کوئی دوسرا اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔

بیہقی اور شعب الایمان ومشکوۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ روزہ اور قرآن دونوں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرتے ہوئے روزہ کہتا ہے کہ اے رب! میں نے اس کو دن بھر کھانے، پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا۔اس لئے اس کے حق میں میری شفارش قبول فرما۔

اسی طرح قرآن کہتا ہے کہ اے رب! میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا کہ وہ رات میں یہ نماز میں مجھ کو تلاوت کرتا تھا۔ اس لئے تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی بندہ کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔

حاکم اور بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرایا کہ رمضان کے پہلے دن ہی سے شیاطین اور سرکش جنات قید کر لئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا ہے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا ہے۔ خدائے تعالی کا ایک منادی آواز لگا تا ہے۔ اے بھلائی! کی جستجو کرنے والے! آگے بڑھ! اے طالب شر! پیچھے ہٹ! اور بہت سارے لوگوں کو اللہ کے یہاں پروانہ آزادی عطا کی جاتی ہے اور یہ معاملہ رمضان کی ہر شب میں ہوتا ہے۔

ترمذی، ابن حبان، مشکوۃ اور ترغیب اور احمد میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے ایک روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ہے۔ ایک روزہ دار کی۔ یہاں تک کہ افطار کرے۔ دوسرے عادل حاکم کی، اور تیسرے مظلوم کی۔ اللہ تعالی اس کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ رب تعالی فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا خواہ کچھ مدت کے بعد ہی کروں''!

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افطار کے وقت دعا روزہ دار کی رد نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ روزہ میں افطار کے وقت یہ دعاء کرتے تھے'' اَللّٰهُمَّ أَنِی أَسئَلُكَ بِرَحمَتِكَ الَّتِی وَسِعَتُ كُلَّ شَیءٍ أنْ تَغفِرلِی ''! کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی ہر چیز پر حاوی رحمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ ''میری بخشش فرما دیجئے''۔

ترمذی، مشکوۃ اور ابن ماجہ میں حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ کیوں کہ وہ برکت کی چیز ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کر لے۔ کیوں کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ حضرت معاذ بن زہرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب روزہ افطار کرتے تھے تو '' اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمتُ وَ بِكَ امَنتُ وَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَعلی رِزقِكَ اَفطَرتُ ''۔

اسی طرح حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تازہ عجوہ کھجور سے افطار کیا کرتے تھے۔ اگر تازہ عجوہ کھجور نہ ملے تو پانی کے چند گھونٹ کافی ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ افطار کے بعد'' ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابتَلَّتِ العُرُوق وَ ثَبَتَ الأَجرُ أَنشَآءَ اللّٰهِ تَعَالی ''۔ اس لئے روزہ افطار کرتے وقت اور افطار کے بعد بھی دعاؤں کا اہتمام کر کے روزہ کا خاص خیال رکھنا

چاہئے۔اسے ہرگز کسی بھی قیمت میں چھوڑنا نہیں چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ اور بخاری شریف میں حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر عذر اور بلا مرض کے رمضان کا روزہ ایک بھی چھوڑ دی تو وہ ساری عمر روزہ رکھتا رہے پھر بھی رمضان کے ایک روزہ کی فضیلت کے برابر نہیں ہوگا اور نا ہی اس کی تلافی ہوگی''۔یعنی رمضان کے چھوٹے ہوئے روزہ کی فرضیت کی قضا تو اتر جائے گی۔لیکن رمضان جیسی فضیلت و برکت حاصل کبھی حاصل نہ ہو سکے گا۔

اس لئے روزہ کے دونوں میں مسلمانوں کو چاہئے کہ روزہ ہرگز نہ چھوڑیں۔اسی طرح روزہ رکھنے کے لئے سحری کا بھی خاص اہتمام کریں۔کیوں کہ بلا سحری یہود و نصاری لوگ روزہ رکھتے ہیں۔اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ''خالفُو الیھود والنصاری '' کہ تم یہود و نصاری کی مخالفت کیا کرو۔اسی سبب سے روزۂ رمضان کے لئے بھی حضور ﷺ سحری کھانے کا حکم ہے۔

مسلم شریف اور مشکوۃ میں ایک حدیث حضرت عمرو بن عاصؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔اہل کتاب کو سو جانے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا۔لیکن ہمیں صبح صادق کے طلوع ہونے تک اس کی اجازت ہے۔بلکہ روزہ کی ہر شب میں پہلے بیوی سے ملنا بھی منع تھا۔لیکن وہ بھی بعد میں جائز کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح اس اختیار کے ساتھ سحری کرنے کا بھی حکم ہے۔اس طرح سحری کھانے میں کئی حکمتیں ہیں۔اول یہ کہ یہود و نصاری سے اس سے مخالفت ہوتی ہے۔دوسرے یہ کہ رات کی تنہائی میں اٹھ کر صرف اللہ کے لئے کھانا اور اس سے روزہ رکھنے میں قوت حاصل کرنا ہوتا ہے۔یہ اخلاص عمل کی دلیل ہے۔اس سے اللہ تعالی راضی ہوتے ہیں۔تیسرے یہ کہ اس وقت اٹھنے کے بعد تنہائی میں اللہ کے حضور تہجد اور نوافل پڑھنے اور دعائیں مانگنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔اس سے اللہ عالی سہولتیں میسر فرماتے ہیں۔چوتھے یہ کہ اس سے جسم، روح، مال کھان و پان سبھی چیزوں میں برکتیں ہوتی ہیں۔روزہ رکھنے سے تقوی کے حصول کی یہی خاص مقصد ہے۔

جب روزہ کا وقت ختم ہو کر افطار کا وقت قریب آئے تو پھر افطاری کی حلال مال سے تیاری کر کے اللہ کے حضور مختلف اقسام کی روزی سامنے رکھ کر ان کے کھانے کے لئے اللہ کے حکم کا انتظار کریں۔مگر وقت کا خاص خیال رکھیں۔دیر ہرگز نہ کریں نا ہی بہت جلدی کریں۔کیوں کہ یہ بھی اطاعت الہی کا اہم حالت ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے بخاری مسلم اور مشکوۃ شریف میں حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک کہ غروب بعد افطار میں جلدی کرتے رہیں

گئے''۔معلوم ہوا کہ افطار میں دیری اور افطار میں بے خیالی قیامت کی علامات میں سے ہے۔حضورﷺ نے جلد افطار کر لینے کے لئے تاکید فرمائی ہیں۔ترمذی شریف اور مشکوۃ شریف میں حدیث منقول ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ ''مجھے وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں''۔

اس طرح بندہ روزی سامنے میں رکھ کر اللہ کے حکم کا جب انتظار کر کے جب حکم الٰہی ہو جاتا ہے تب حضورﷺ کی سنت کے موافق افطار کرتا ہے تو اللہ تعالی بہت خوش ہوتا ہے۔اس میں بالکل دیری نہیں کرنا چاہئے۔وقت پر افطار کر لینے سے اللہ تعالی راضی ہو جاتے ہیں اور افطار کے وقت کی دعا اسی لئے مقبول ہے اور رد نہیں کی جاتی ہے۔

ایسے سچے و پکے روزہداروں کے بارے میں ابو سعید خدریؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں ہر دن رات اللہ تعالی کی جانب سے بہت سے لوگ دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کی دن و رات میں ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

افطار کے وقت ابو سعید خدری کی روایت کے موافق آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اسی طرح حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے۔اس مہینے میں اللہ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا ہے۔

اس لئے روزہ دار بندوں کو سحری کھانے میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔اسی طرح افطار میں بے پرواہی نہیں کرنی چاہئے۔نہایت پابندی سے سحری کھا کر اور وقت پہ افطار کر کے تقوی کے حصول کے ساتھ ساتھ دن میں روزہ کی حالت میں اپنے جسمانی پارٹس سے بھی تقوی کے اعمال کریں۔دارمی اور مشکوۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت منقول ہے۔رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ ''جس شخص نے روزہ کی حالت میں بے ہودہ باتیں مثلاً غیبت، بہتان، گالی گلوج، لعن و طعن، غلط بیانی، جھوٹ، بدتمیزی اور جھگڑے وغیرہ گناہ کے کام کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالی کو اس روزہ دار کے کھانا، پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں! محض یہ بے کار بھوکا رہ کر اللہ کے غضب کو حاصل کر رہا ہے۔

آج کل اچھے اچھے پڑھے لکھے حضرات بلکہ بہت سے عالم کے نام پر دھبہ قسم کے علمائے سوء بھی اچھے خاصے لوگوں سے یہاں تک کہ علمائے کرام خود اپنی ذات و برادری کے علمائے کرام کے بارے میں شکوہ شکایات کے ذریعے تعصب پرستی کی آگ نکالتے اور بلکہ بھڑکاتے بھی رہتے ہیں۔جن علمائے کرام کے سینے میں اللہ تبارک وتعالی نے علم دین اور قرآن کریم کی امانت و علم دے کر ذمہ داری دی کہ وہ محلّہ و سماج کے لوگوں کو شریعت مطہرہ کی بات بتلائیں۔انہیں نمازی بنائیں۔سبھوں کے دلوں کو جوڑ کر گھر کے ارفار خانہ میں اور ہر خاندان و قبائل اور کل سماج کے درمیان اتحاد کو مضبوط

کریں۔نیک ماحول بنائیں۔ وہی علماء اور دانشوران قوم و ملت ،شکوہ شکایات میں لگے رہتے ہیں۔جنہیں حکم ہے کہ سامنے والوں کی غلطیوں اور بھول چوک کو معاف کر کے خود بھی ایک اور نیک بنو،اور کل افرادانسانی اور سماج کو بھی ایک اور نیک بناؤ،وہی علماءاور دانشوران قوم چھوٹی سی چھوٹی بات کو لے کر گالی گلوج پر اتر جاتے ہیں اور سامنے والا اگر ان کے سامنے منہ لگا دی اور کسی بے تکی بات کو مناسب جوب عطا کر دی تو پھر مہا بھارت کی جنگ دہرا دیتے ہیں۔یہ لوگ درحقیقت علم دین کے لبادے اور کھال میں علمائے صحیح نہیں، بلکہ علمائے سوء ہیں۔یہ لوگ باپ بیٹے میں، ماں بیٹے اور ماں بیٹی میں،قوم کے جن لوگوں سے ممالی یا جانی مفاد وابستہ ہوتا ہے تو ان کے حق میڑ ناجائز کو بھی جائز کر دیتے ہیں۔انہیں بھڑ کا بھڑ کا کر اور اُسکا اُسکا کر، بجلا بجلا کر گول مول باتیں بول بول کر ماحول کو خراب کرتے اور یہودیت حکمت ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کو اپنا کر اپنا ''الو'' سیدھا کئے رہتے ہیں۔

روزہ داروں اور اللہ کے مخلص و عابد بندوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسوں کے ساتھ رہنے والے قوم کے لوگوں سے روزہ داروں کو خاص طور سے دور رہنا چاہئے اور اپنے ''روزہ'' کا عمل خاص طور سے اس احتیاط سے کرنا چاہئے،تا کہ اس کا پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔

مسند احمد اور مجمع الزوائد میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام حضرت ابوعبیدہؓ سے حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ دو عورتوں نے روزہ رکھی تھیں۔غالبا دو پہر کا وقت تھا۔وہ دونوں پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب ہوگئی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمایا۔اس نے دوبارہ اسی طرح عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ دونوں عورتیں بھوک و پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب ہوگئی ہیں۔شاید مر بھی گئی ہوں گی۔حضور ﷺ نے ایک بڑا پیالہ منگوا کر ایک عورت سے کہا کہ اس می قے کرو۔اس نے قے کی تو اس میں خون، پیپ،اور تازہ گوشت وغیرہ کی قے کی۔جس سے آدھا پیالہ بھر گیا۔پھر دوسری عورت سے کہا قے کرو۔اس کے قے میں بھی خون، پیپ اور گوشت ہی نکلے۔تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالی کی حلال کی ہوئی چیزوں سے تو روزہ رکھا لیکن حرام کی ہوئی چیزوں سے اپنے روزہ کو خراب کر لی۔وہ یہ کہ انہوں نے ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔یعنی غیبت کرنے لگیں۔

یہی غیبت کی مثال اس کے پیٹ سے نکی۔اس لئے روزہ داروں کو خاص طور سے کوئی بدزبانی،غیبت وغیرہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔اگر بندہ مکمل پرہیزگار بن کر روزہ رکھتا ہے تو اس کا روزہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔چونکہ رمضان کا معنی جلا کر ختم کر دینے کے ہے،اور اس ماہ کے اندر کے روزہ کا عمل گناہوں کو مٹا دیتا اور جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔اسی لئے تو رمضان کے مہینے کا نام ''رمضان'' کہتے ہیں!

حضرت ابوعبیدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’روزہ ڈھال ہے‘‘ حضرت ابو ہریرہ سے بخاری و مسلم کی حدیث بھی ایسا ہی ہے۔ البتہ اس میں یہ جملہ بڑھا ہوا ہے کہ ’’روزہ ڈھال ہے۔ جب تک کہ اس کو پھاڑے نہیں۔ اسی طرح طبرانی وترغیب کتاب میں ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے ڈھال فرمانے پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ﷺ! یہ ڈھال کس چیز سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’جھوٹ اور غیبت سے‘‘۔

یعنی اروزہ نفس و شیطان کے حملے سے بچاتا ہے۔ گناہوں سے باز رکھتا ہے۔ قیامت میں دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔ پس تم میں سے کسی کے روزے کے دن ہوتو ناشائستہ بات کرے۔ نہ شور مچائے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوج کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو دل سے یا ہمت ہوتو زبان سے برجستہ کہدے کہ میں روزہ سے ہوں اس لئے تجھ کو کو جواب نہیں دے سکتا ہوں۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہرہؓ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ روزہ رکھ کر بھی بدگوئی، بدنظری اور بدعملی نہیں چھوڑتے ہیں۔ اسی طرح کتنے تہجد گذار ایسے ہیں کہ جنہیں ان کے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے‘‘۔

حاکم کی روایت منقول ہے کہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔ عام۔ خاص۔ ااور خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم سیری اور شرمگاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے۔ خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں، اعضاء کو گناہوں سے بچائے۔ یہ صالحین کا روزہ ہے۔ اسمیں چھ باتوں یعنی کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں، اعضاء کا اہتمام لازم ہوتا ہے۔

پس آنکھ سے ہر مذموم چیز اور مکروہ چیزوں سے بچے۔ کیوں کہ نظر شیطان کی تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوئی تیر ہے۔ جس نے اللہ تعالی کے خوف سے بدنظری کو ترک کردی۔ اللہ تعالی اس کو ایسا ایمان نصیب کریں گے کہ اس کی شیرینی اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

زبان کی حفاظت بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم، لڑائی جھگڑے اور الزام تراشی سے زبان کو بچائے اور اکثر خاموش رہے۔ اکثر اسے ذکر وتلاوت میں مشغول رکھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے تو یہاں تک تقوے کی بات کردی ہیں کہ روزہ میں جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ ہی جاتا ہے۔

کان کی حفاظت بری اور مکروہ چیزوں کے سننے سے اسے بچانا ہے۔ اسی طرح بقیہ اعضائے جسمانیہ اور پارٹس یعنی ہاتھ، پاؤں، وغیرہ کی حفاظت کا معنی یہ ہے کہ ان سے کوئی مشتبہ کام نہ کرے۔ حرام کام نہ کرے۔ کسی کو تکلیف نہ دے۔ اسی طرح دن بھر تو روزہ رکھ کر بھوکے پیاسے

رہے اور شام کو بدعملی کی کمائی یعنی حرام مال سے روزہ افطار کرے۔ جس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
اسی طرح افطار کے وقت، حلال کھانا بھی اتنا زیادہ نہ کھالے کہ ناک تک آجائے۔ اس سے گرانی اور عبادت میں سستی ہوتی ہے نیز مرض کا بھی خطرہ ہے۔ جس مقصد سے روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ وہی مقصد فوت ہوجائے تو کیا فائدہ! احمد، ترمذی ابن ماجہ اور حاکم میں مقدام بن معد یکربؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حرام مال سے افطار جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کر لی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا۔
پھر یہ بھی کہ افطار کے وقت روزہ دار کی حالت خوف ورجا کے درمیان مضطرب رہنا چاہئے کہ نہ معلوم کہ اس کا روزہ اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہوا یا مردو؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرب بارگاہ بن گیا۔ دوسری صورت میں مردود ہوا۔ یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہئے۔
خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو۔ اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے۔ البتہ جو دنیا کہ دین کے لئے مقصود ہو تو وہ دنیا ہی نہیں بلکہ توشہ آخرت ہے۔ اس لئے یاد رکھا جائے کہ فکر آخرت کو ترک کرکے دیگر امور میں قلب کے مشغول ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
ارباب قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو افطاری مہیا ہوجائے یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے۔ گویا اللہ تعالی کے فضل اور اس کے رزق موعود پر اس شخص کو وثوق نہیں۔ یہ انبیاء صدیقین اور مقربین کا روزہ!۔
آج کل روزہ بہت سے ہٹے کٹے لوگ بھی نہیں رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بھوک برداشت نہیں ہوتی ہے۔ اگر ڈاکٹر کہے کہ ایک دن مت کھانا ورنہ مرجاؤ گے تو وہ احتیاطا دو دن نہیں کھائے گا۔ اتنا جینے کا شوق ہے۔ مگر جس رب نے جینے کے لئے صحت وتندرستی عطا کی۔ اس رب کے حکم روزہ پر لاپرواہی برتتا ہے۔ جس کا بدلہ صرف اور صرف رب تعالی کا دیدار ہے۔
روزہ میں گناہوں سے بچنے کے لئے لوگوں سے الگ رہنا چاہئے۔ اچھے کام میں مثلا تلاوت، نوافل وغیرہ میں مصروف رہنا یا نہیں تو تھوڑی دیر سونا چاہئے۔ بخاری شریف میں ہے ’’کان یدرسه القرآن‘‘ حضور ﷺ قرآن کریم کا حضرت جبرئیل امین کے ساتھ دور کیا کرتے تھے۔ اس لئے حافظ قرآن کو روزہ کی حالت میں رمضان کے مہینہ میں حضور ﷺ جبرئیل امین کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرنا چاہئے۔
روزہ داروں کو رمضان کے روزے کی حالت میں چار کام کثرت سے کرنا چاہئے۔ پہلا: لا الہ الا اللہ۔ دوسرے استغفار کی کثرت۔ ان سے اللہ راضی ہوں گے۔ تیسری چیز: جنت کی طلب اور چوتھی چیز جہنم سے پناہ!

ان چاروں چیزوں کے علاوہ دوسرے روزہ داروں کا بھی اہل ثروت کو خیال کر نا چاہئے ۔حضورﷺ روزہ داروں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے ۔بیہقی،شعب الایمان،بغوی شرح السنہ اورمشکوۃ شریف میں حضرت زید بن خالدؓ سے حدیث منقول ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزہ دارکوروزہ سے افطار کرایا یا کسی غازی کو سامان جہاد دی تو اس کو بھی روزہ داراور جہاد ہی کا ثواب ملے گا''۔

امت مسلمہ کے اندر بہت سے جذبہ رکھنے والوں کا ایسا تھا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے روزہ کی الت میں بھی تھکتے نہیں تھے۔حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں روایت ہے کہ آپؒ رات میں ایک قرآن کریم اوردن میں ایک قرآن کریم کل ایک دن میں دوقرآن کریم کی تلاوت ختم کرتے تھے۔علاوہ ازیں ایک قرآن مجید تراویح میں ختم کرتے تھے۔اس طرح پورے رمضان میں اکسٹھ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔یہی طریقہ امام بخاری اورحضرت امام شافعی کا بھی تھا۔

عام لوگ ان ائمۂ کرام کی کمُ ہونے کے سبب اگر نقل نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم کثرت ذکر اور تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ساتھ کچھ وقت درود پاک پڑھنے کے لئے مقرر کرلیں۔روزہ کی حالت میں درود پاک پڑھنے سے رسول اللہﷺ بہت خوش ہوتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جوشخص میری قبر پہ آکر درودشریف پڑھتا ہے میں اس کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔جب روزہ کی حالت میں درود کی کثرت کریں گے تو روزہ کے ثواب میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

اسی طرح تلاوت قرآن کریم،ذکرالٰہی اوردرود پاک کے ساتھ ساتھ یومیہ یا ہفتہ واری یا پھر کل رمضان میں دوبار یا کم از کم ایک بارصلوۃ التسبیح ظہر بعد یا اشراق بعد یا تہجد بعد ضرور پڑھ لیں کہ اس سے ہر طرح کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں فجر بعد سورج نکلنے کے ۲۰ رمنٹ بعد دورکعات اشراق،اسی طرح سورج نکلنے کے ایک گھنٹہ بعد چار رکعات چاشت اورمغرب بعد چھ رکعتیں نماز اوابین کی بھی اہتمام کرنی چاہئے۔اسی طرح جہاں تک ہو سکے جماعت سے نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔صبح وشام تسبیح فاطمہ کا وِرد رکھنا چاہئے۔افطار کے وقت خاموشی سے دعاء میں مصروف رہنا چاہئے۔

پورے تیس ۲۰ ر روزوں کے بعد اخیر کا عشرہ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہوتا ہے۔رمضان کے مہینے تین عشرہ دس دس دنوں پر مشتمل ہیں۔پہلا عشرہ رحمت کا ہے۔یہ ان بندوں کے لئے ہے جو ہمیشہ نیکی کا کام کرتے ہی رہتے ہیں۔ایسے نیک بندوں پر شروع رمضان کے روزہ سے ہی رحمت کا نزول جاری ہو جاتا ہے۔دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے۔یہ ان بندوں کے لئے ہے جو گناہ بھی

کرتے رہتے ہیں۔ ان کو دس دنوں کے روزوں اور عبادتوں کے بعد ان کے پچھلے گناہ مٹ جاتے ہیں اس کے بعد ان کی مغفرت ہو جاتی ہے اور پھر رحمت کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کے لئے ہے۔ یہ ہر طرح کے بندوں کے لئے ہے۔ اس میں نیک بندوں کے مزید درجات بڑھتے ہیں۔ اور مکمل گناہ گاروں کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ اسی عشرہ میں طاق راتوں میں سے بظن غالب ۲۷ رویں شب یعنی شب قدر میں دستور الٰہی کا نزول ہوا۔ جس کی وجہ سے اس آسمان پر فرشتوں کے لئے عید ہوئی۔ جس میں انسانوں کو بھی شامل کر لیا گیا اور اس کی اس ایک رات کی عبادت کو ہزار راتوں سے افضل قرار دیا گیا۔

واضح رہے کہ یہ صرف امت محمد ﷺ کی فضیلت ہے۔ اس رات کی فضیلت کا تذکرہ سورۂ قدر میں مکمل طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس رات میں ''اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العفوَ فَاعفُ عَنِّی'' کہ اے اللہ! آپ تو بہت ہی معاف کرنے والی ذات ہیں۔ معافی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے تو ہمیں معاف فرما دیں''۔

اسی رات کے اندر رحمتوں کے نزول اور شب قدر کی فضیلت کی خاطر ''اعتکاف'' کرنے کا حکم ہے، کہ یہ در الٰہی پر مکمل بیٹھ جا کر دروازہ کو کھٹکھٹانے کا واحد اور اہم ذریعہ ہے۔ ان طاق راتوں میں سے کس طاق رات میں نزول قرآن ہوا اور کون سی رات شب قدر ہے۔ امت کو یہ معلوم نہیں ہے۔

مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ ہے رمضان اور روزے کے دنوں اور راتوں میں سے اخیر عشرۂ رمضان کی دس راتوں میں سے ایک رات! جب بندہ کل دس دنوں کا اعتکاف کر کے رات و دن عبادت الٰہی میں روزہ رکھ کر مصروف رہے گا تو رب کائنات کی طرف سے خاص نزول برکت کے وقت سے ضرور ٹکراؤ ہو جائے گا اور بندہ شب قدر اور رمضان کی برکت اور روزہ کے نتیجے کو ضرور پا لے گا۔ اسی لئے اعتکاف کا بھی حکم ہے۔

طبرانی، بیہقی، حاکم اور ترغیب کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنا دیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ روزہ کے ساتھ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف ضرور کریں۔

جاننا چاہئے کہ رمضان اور اس کے اندر روزہ، اس کے اندر شب قدر، اعتکاف اور دیگر عبادات و نوافل سے مؤمنوں کے درجات بہت بلند ہو کر مکمل طور سے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بندہ پر سکون ہو جاتا ہے۔

روزہ سے بندہ جس طرح روحانی فوائد مذکورہ اور پر سکون ماحول پاتا ہے۔ اسی طرح، اس سے جسمانی بھی بے شمار فوائد ہیں۔ ''روح'' کی گندگی کو دور کرنے کے لئے ذکر اللہ کا

حکم ہے۔ یہ تلاوت قرآن، تسبیحات پڑھنے، نوافل وغیرہ کا حکم ہے۔ جسم کی گندگی کو دور کرنے کے لئے ''طہارت اور وضو اور غسل'' کا ایک خاص طریقے سے کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔

اسی طرح مال کی گندگی کو دور کرنے کے لئے حلال کمانے اور اس کمائی سے ''زکوۃ'' صدقہ خیرات اور زمینی مال سے عشر نکالنے، اسی طرح اہل مال کے لئے ''حج'' کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ انسان جب روح، جسم اور مال کو الٰہی دستور ''قرآن مجید'' کے قوانین کے عین موافق طریقوں سے پاک و صاف کرتا ہے تو اس کی عمر کی زیادتی کا بھی یہ سبب بنتے ہیں۔

''عمر'' کی زیادتی کا مطلب منجانب اللہ جو متعینہ عمر انسان پاتا ہے۔ اسی مقررہ و متعینہ عمر کے اندر خوش و خرم رہتا ہے اور بہت سے ایسے کام گذرتا ہے جو لمبی عمر پانے والا، مگر اپنی روح اور اپنے جسم و مال کی حفاظت نہ کرنے کے سبب ہمیشہ دکھ اور تکلیف ہی میں کراہتا کام کرنے سے مجبور و لاچار رہا۔ لیکن جب بندہ رمضان کے مہینہ میں اللہ کی طرف سے نازل شدہ زندگی گذارنے کے دستوروں میں سے ایک دستور ''روزہ'' رکھنے کے حکم پر عمل کرتا ہے تو اس کی روح اور جسم مع مال تینوں مقصد الٰہی ''عبادت'' کے قابل بن کر مزید پر سکون رہتے ہیں۔ یہ سب سے پہلا فائدہ روزہ رکھنے سے ہے۔

روح، جسم اور مال کو روزہ سے کیسے فائدہ ہے :روزہ سے'' روح'' ''جسم'' اور ''مال'' تینوں کو یقینی طور پر اس طرح فائدہ ہے کہ چونکہ انسان سال کے بارہ مہینوں میں کھانے، پینے میں بے اعتدالی کے سبب پیٹ اور اس توسط سے کل بدن میں مکمل گندگی جمع کئے رہتا ہے۔ اس کی صفائی اس کی بے اعتدالی اور الٰہی دستور کے فالو نہ کرنے کے سبب نہیں ہوئی ہوتی ہے۔ جس سے انسان بے قرار اور متاثر رہتا ہے۔

اللہ تعالی کے حکم کے موافق جب انسان صبح صادق یعنی حلال طور پر کمائی ہوئے مالی انتظام کے ذریعہ ''سحری'' کے وقت میں ''سحری'' کھا پی کر پورے دن گذار کر مغرب کی اذان تک تیرہ چودہ گھنٹے پیٹ کو کچھ خوراک نہیں دیتا ہے۔ تب ''پیٹ'' بھوک سے متاثر ہوتا ہے۔ جب پیٹ بھوک سے متاثر ہوتا ہے تو یہاں سے کل بدن میں رگوں کے وائر سے بچھے جال میں بھی ہلچل پیدا ہوتی ہے اور یہ سب بلکہ پورا بدن کیلشیم کے لئے محتاج ہوتا ہے۔

جب بندہ ''روزہ'' رکھتا ہے تو صبح ناشتہ کے وقت اور دوپہر کے کھانے کے وقت الٰہی ''روٹین اور معمول'' کے موافق ''پیٹ'' غذا طلب کرتا ہے۔ مگر پیٹ کو صرف سحری کے وقت میں دی گئی غذا کے بعد شام تک غذا نہیں ملتی ہے۔ مزید یہ کہ سحری کے وقت کے کھانے، پینے اور اس کے بدن کے پیٹ کی ہانڈی اور چولہے میں پک کر حرارت و بخارات کے دباؤ سے پیٹ اپنے اندر کی سابق غلاظت کو پیشاب اور پاخانہ کے ذریعے خارج کر دیتا ہے۔

اس کے بعد ''پیٹ'' کو پھر غذا کی ضرورت پڑتی ہے۔لیکن جب اسے مغرب سے پہلے پہلے غذا نہیں ملتی اور پھر اچانک مغرب کی اذان پر غذا بطور انعام کے ملتی ہے تو اسے اپنے اندر غذا کے جانے سے ایک طرح کا سکون ملتا ہے اور انسان کا ہاضمہ اعتدال کے ساتھ کام کرتے ہوئے غذا کو ہضم کرنے کی ذمہ داری پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اسی طرح مکمل تیس دنوں تک انسان کا پیٹ جو گیارہ مہینوں کے اندر وقت، بے وقت کھا پی کر اپنی انتڑیوں کے اطراف میں پاخانہ اور پیشاب کی تیزابیت و ایسیڈٹ کو جمع کر کر کے بخارات جمع کر کے اس کے اثرات پورے بدن میں پھیلا رکھا ہوتا ہے۔وہ ''روزہ'' رکھنے سے بالکل صاف ہوجاتا ہے۔

چونکہ جسمانی تمام بیماریوں کا مرکز اصلی یہی ''پیٹ کا معدہ'' ہے۔حضورﷺ نے اس سلسلے میں وضاحت فرمائی ہے'' كُلُّ الأَمـرَااضِ أَلْبَـطَنُ'' کہ تمام بیماریوں کی جڑ'' پیٹ'' ہے۔ظاہر ہے یہ بالکل حقیقت ہے۔انسان تمام کھانے پینے کی چیز کو اسی پیٹ کی ٹنکی میں بھیجتا ہے۔جہاں اس کے ہاضمہ پارٹس غذاؤں اور ماکولات مشروبات کو ہضم کرتا ہے۔

مگر انسان اعتدال سے کچھ نہیں کھاتا ہے۔اکثر اس سے بے اعتدالی ہو ہی جاتی ہے۔پیٹ کا تقاضا اس کی ضروری اصلاح کا خیال رکھ کر اس کے بنانے والے کے قانون کے موافق اس میں پٹرول یعنی غذا ڈالنے کا ہوتا ہے۔مگر انسان کھانے، پینے کی چیزوں کو دیکھ کر اپنے حریص پن صفت کے سبب ہر وقت کھانے، پینے اور منہ چلانے ہی کے لئے پریشان ہو کر جہاں کھانے پینے کی چیز دیکھتا ہے فوراً کسی نہ کسی طرح اس کو کھالیتا اور پی لیتا ہے۔اس طرح یہ قانون کے خلاف انبیلنس طور پر پیٹ کو بوجھ دیتا ہے۔

چونکہ اللہ تعالی جانتا تھا کہ انسان اپنے حریص پن کے سبب کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنے سے رکے گا نہیں۔جیسے ''شکر'' تیار ہو جانے کے بعد اپنی صفت ''میٹھا پن'' نہیں ختم کر سکتا۔اسی طرح نمک اپنے نمکین پن کو نہیں کھو سکتا ہے۔

اسی طرح انسان بھی اپنی ''حریص پن ور لالچ'' صفت کو نہیں چھوڑ سکتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالی نے شکر، نمک اور تمام مخلوقات دنیویہ کے استعمال کے طریقے کو قرآن مجید جیسے دستور کو نازل کر کے وبندہ کو تعلیم دی کہ ان کے صفات اور مقدار کا خیال کر کے انہیں استعمال کرو۔تبھی صحت رہے گی۔مگر میں جانتا ہوں کہ حریص پن صفت تمہیں اعتدال سے ہٹا کر انبیلنس طور پر بھی کھانے پینے پر مجبور کرے گا۔

اس لئے رمضان کے مقدس مہینہ میں اس کی صحت یابی کے لئے قانونی کتاب اور قرآن مجید کو

اتار کر، اس میں اگلے بارہ مہینوں تک صحتیاب رہنے کے لئے "روٹین" تیار کر کے دیدی کہ میرے بندو! تم اسی روٹین کو اپنے چوبیس گھنٹوں میں اپنا کر وقت گذاروں اور ہمارے حکم کے پابند رہو۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبد الرحمٰن بن عمر بن خطابؓ سے حدیث میں حضورﷺ کا فرمان موجود ہے" عَنْ عَبدُ الرَّحمٰنِ عبدُ اللّٰهِ ابنِ عمرؓ قَالَ: قَالَ: سَمعتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ: بُنِيَ الْأَسْلَامُ عَلٰى خَمسٍ : شَهَادَةُ أَنْ لَا اٰلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدا رَّسُولُ اللّٰهِ وَ أَقَامَ الصَّلٰوةِ وَ أيتآءِ الزَّكٰوةِ وَ حَجَّ البيتِ وَ صَومِ رَمَضَانَ " کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہﷺ فرمارہے تھے کہ اسلام دین کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

اول: یہ کہ اس بات کی گواہی دینی کہ اللہ اصلی کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور حضرت محمدﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں (یعنی اللہ کی طرف سے ان کے بھیجے ہوئے احکامات یعنی قرآن مجید کو پڑھ کر عملی طور پر سمجھانے ے لئے معلم اور اللہ تعالی تک پہنچانے کے لئے واحد ذریعہ ہیں)۔

دوم: یہ کہ نماز قائم کرنا۔ **سوم**: یہ کہ زکوۃ ادا کرنا اور چوتھی یہ کہ اہل مال کے لئے زندگی میں ایک بار حج بیت اللہ کرنا اور پانچویں یہ کہ اہل مال پر شرعی قانون کی روشنی میں "زکوۃ" ادا کرنا۔

اس حدیث شریف میں اسلام کے محل کے پانچ کھمبے یعنی کلمہ مع رسالت نبویﷺ کا اقرار، نماز، زکوۃ، حج بیت اللہ اور رمضان کے روزے رکھنے" میں "روزہ" کو دین اسلام کے پانچ بنیادی کھمبوں میں سے ایک آخری کھمبا قرار دیا گیا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ یہ بھی انسان کو صحت مند رکھتا ہے۔ کیوں کہ روزہ دار "روزہ" رکھنے کے بعد، جب خالی پیٹ اذان مغرب پر "غذا" تناول کرتا ہے تو اس کو "دل" کے سکون کے ساتھ ساتھ، اسے بھرپور کیلشیم بھی حاصل ہوتا ہے۔

روزہ کھولنے اور افطار کرنے میں اسی لئے حکم ہے کہ "میٹھی" چیز سے روزہ افطار کیا جانا "سنت" ہے۔ مکہ، مدینہ اور مقام وحی میں چونکہ کھجور بہت کثرت سے ہوتا ہے۔ وہاں قدرتی شفایاب پانی" زمزم" بھی موجود ہے۔ اسی لئے انہی دونوں سے حضورﷺ اور آپﷺ کے متبعین وصحابہ کرام "روزہ" کھولتے تھے۔ جس میں فوائد کثیر موجود ہیں۔

حضرت مریمؑ کے حمل کے وقت میں اتنی پریشانی ہوئی کہ آپؑ موت کے لئے بھی متمنی ہو گئے۔ اس وقت رب تعالی نے اسی کھجور اور پانی کو کھا کر اذیت ناک مرحلہ سے نجات پانے کے لئے انہیں نسخہ بتلایا تھا۔ "کھجور" میں "دل" کے دورہ یعنی Heart attac کا بھی مکمل علاج ہے۔

ابن ماجہ حدیث شریف کی کتاب میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ایک حدیث منقول ہے" أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بيت لا تمر فيها كا البيت لا طعام فيه" کہ جس گھر میں "کھجور" نہیں! سمجھو کہ اس گھر میں کھانا ہی نہیں ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان روزہ افطار کرنے کے لئے زمزم اور کھجور سے کرتے ہیں۔ حضورﷺ کے فرمان کے موافق کھجور سے حضرت سعدؓ دل کے

مریض تھے۔ ہارٹ اٹیک ہوگیا تھا۔ان کے علاج کرنے پر انہیں دل کے دورہ سے شفایابی مل گئی۔اس طرح ''کھجور'' اوراس کی ''گٹھلی'' سے علاج کرکے، دنیاوالوں کوتعلیم دے دی کہ قرآنی احکامات جس چیز کوتوانائی کا مظہر قرار دیتا ہے تو پھر وہ بند ہوتے ہوئے ''دل'' کوحرکت میں کرنے اور چلانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

بہر حال! مجھے طبی عنوان پر کھجور کے صفات وخواص بیان کرنا نہیں ہے۔محض یہ بتلانا ہے کہ قرآن مجید نے روزہ رکھنے اورشام میں افطار کرنے کے لئے جو میٹھی چیز خصوصا کھجوراور پانی سے جوحکم دیا ہے۔اس کی وجہ بہت سے امراض جسمانیہ، روحانیہ کا علاج ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ روزہ روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کے لئے نہایت مفید ترین نسخہ ربانی ہے۔

اس لئے ''افطار'' شہد، پانی، کھجور، زمزم اور یہ سب میسر نہ ہوں تو صرف پانی اورکوئی میٹھی چیز سے کرکے فورا، اپنے رب کے حضور مغرب کی نماز ادا کرکے سجدہ کریں۔اس سے اندرون خانہ یعنی پیٹ کے نظام وسسٹم درست رہے گا۔جس سے حضورﷺ کے فرمان کے موافق تمام بیماریاں انسان کے سر مسلط ہوجاتی ہیں۔

اس کے برخلاف جب پیٹ کا نظام ہضم درست نہیں رہے گا توسب سے پہلی بیماری ''گیس'' کی پیدا ہوتی ہے۔اس سے پورا بدن غیر مطمئن رہتا ہے۔اس کی وجہ خود رحمت دو عالمﷺ نے فرمایا'' اَلـمِعدَةُ حَوضُ البدنِ وَالعروقِ الَيهَا وَارِدَة فَأذَا صَلحَّتِ الُمعدَ ةُ صَدَ رتُ العُروقُ بِالصِّحَةِ وَاِذَا فَسَـدَ تُ الُـمعدَ ةُ صَدَ رَتُ العُرُوقُ بِالسَّقمِ (البیهقی) ترجمہ: کہ معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے۔جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں۔اگر معدہ تندرست ہوتو رگیں تندرستی لیکر جاتی ہیں اوراگر معدہ خراب ہوتو رگیں بیماری لے کرجاتی ہیں''۔

اسی طرح ایک دوسری روایت حدیث ہے'' أَنَّ الُـمِعدَ ةَ بَيت الدَّآءِ '' کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہوکر جز و بدن نہ بنے تو جسم کی مدافعت ماند پڑ غ جاتی ہے۔یعنی جسم بالکل ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔اللہ تعالی نے دین اسلام کے محل کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون ''روزہ'' کوقرار دے کر بارہ مہینوں میں کھانے پینے میں بے اعتدالی کرکے جو نظام ہضم کی خرابی اورغذاؤں کے جز و بدن نہ بنا کر اپنے بدن کوفطری بناوٹ پر قائم نہ رکھ کر اسے بالکل مانداور مکمل ٹھنڈا کر رکھا ہوتا ہے۔اس کا مکمل علاج پیش فرمایا۔

اب واضح ہو چکا کہ روزہ بسیار خوری اور خوب کھانے پینے کے خلاف ایک ایسا پرہیزی عمل ہے ،جس سے پیٹ سے جنم لینے ویل تمام بیماریوں سے نجات کا ذریعہ اور صحت کا ضامن ہے۔آپ ساری دنیا کے عقلمندوں اور ڈاکٹروں سے تحقیق کیجئے تو سب یہی جواب دیں گے کہ ''بسیار خوری'' یعنی صرف کھاتے پیتے رہنے سے نالیوں پر چربی کی تہوں ،موٹاپا، دل کی بیماریں، گٹھیا، گردوں کی خرابی، ذیابطیس رشوگر یعنی خون کا اعتدال سے بڑھ کر میٹھا ہوجانے کا باعث بنتی ہے۔دار قطنی ،ابن عساکر عقیلی اور ابونعیم میں حضرت ابودرداؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت ابی رہیلؓ سے مروی ایک روایت ہے کہ حضور پرنورﷺ نے فرمایا'' أَصُـلُ كُـلُّ

دَآءِ البَردُ ’’ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے‘‘۔

ظاہر ہے جب خوب خوب کھاتے پیتے رہنے سے نظام ہضم خراب ہو کر غدا جز و بدن نہیں بنے گا تو یہ خوب خوب کھانا پینا انسانی بدن کے لئے مفید نہیں نقصان دہ ہی ہوگا۔ چونکہ بندہ سال کے گیارہ مہینے اپنے کھانے پینے کی حرص کے تحت سوائے بسیار خوری کے اور کچھ کرتا نہیں ہے۔ جس سے یقینی طور پر اس کا معدہ اور اس کا نظام ہاضمہ خراب ہو کر مختلف امراض کے شکار رہتے ہیں۔ آج بے شمار ہاسپٹلوں کا ہونا اس کی واضح دلیل ہیں۔

اگر انسان رمضان کی شب قدر میں اتاری گئے الہی دستاویز اور قانون ’’قرآن مجید‘‘ کے مطابق الہی قوانین کو اپنے بدن کے ہر ہر پارٹس میں انسٹال کرتے تو نہ ہاسپٹلوں کی ضرورت تھی۔ نا ہی ان ہاسپٹلوں کے ڈاکٹروں کی طرف سے غیر قانونی رویے سامنے آ کر انسانی جسم کی تجارت ہوتی!

لیکن انسان قرآنی قوانین و دستور کو فالو نہیں کرتا ہے۔ من موجی طور پر کھاتا، پیتا مست رہتا ہے۔ جس سے نظام ہضم کی خرابیوں میں سو فیصد لوگ مبتلا ہیں۔ اسی وجہ سے آج کسی انسان کو روحانیت اور سکون نصیب نہیں ہے۔ نیز بے قراری، عقل میں گیس کی مار سے ہیجان پیدا ہوتا رہتا ہے۔ دماغ اَن کنٹرول رہتا ہے۔ جب یہ کیفیت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے علاج کی شکل نہیں لگائی جاتی، بلکہ جان بوجھ کر بے پرواہی برتی جاتی ہے، تب پھر اس سے دماغ بری طرح متأثر ہوتا ہے۔ جس سے سر میں شدید درد کا دورہ پڑتا ہے۔ پھر انسان کو یہ ’’دردسر‘‘ کی دوسری بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ اگر انسان دردسر کو ختم کرنے کے لئے صرف لوشن، ویکس وغیرہ ہی استعمال کرتا رہے اور اصل نکتۂ مرض ’’معدہ‘‘ کو درست نہیں کرتا ہے تو معدہ کا سسٹم اور قدرتی سیٹنگ فیٹنگ نظام میں مزید خرابی آتی چلی جائے گی۔

اس کے بعد پھر تیسرے مہلک درد سے انسان دوچار ہو جاتا ہے۔ وہ ہے ’’سینے کی جلن‘‘! اس کے بعد متعدی ہو کر گیس کا اثر ’’ہارٹ‘‘ تک پہنچتا ہے اور انسان کا دل متأثر ہونے لگتا ہے۔ اگر اس مرحلہ میں بھی انسان ہوشیار نہیں ہوتا ہے، تب انسان یا تو ہارٹ اٹیک سے مرجاتا ہے یا پھر معدہ کے نظام کے سسٹم میں سے دوسرے پارٹس کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انہیں میں سے ’’یرقان‘‘ ہیپاٹائٹس‘ وغیرہ کا مرض ہے۔

پھر اس مرض کی مختلف شکلوں میں تبدیل کر جب مکمل خون خراب ہو جاتا ہے تو ’’گردے / کڈنی‘‘ کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اولاً تو کڈنی میں پتھر، پتے میں پتھر، شوگر یعنی خون گاڑھا ہو کر جمنا شروع ہو جاتا ہے۔ جب خون متأثر ہوتا ہے تو بلڈ پریشر ہائی اور لُو کا مرض بھی ہونے لگتا ہے۔ اثرات مزید ہونے سے پورے بدن میں، ہڈی ہڈی میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ کولہے کے درد جسے نقرس کا درد کہتے ہیں، انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ آنکھیں، کان اور دیگر جسم کے اعضاء اور پارٹس متاثر ہو کر، نامعلوم بیماریوں کا انسان شکار ہو جاتا ہے اور بالآخر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

ان بیماریوں میں متاثرہ انسان کتنی تکلیف میں رہتا ہے۔ وہ بیمار شخص ہی جانتا اور سمجھتا ہے۔ ویسے موت تو برحق ہے۔ اس کے لئے جو وقت مقرر ہے، اسی وقت پہ موت آئے گی ہی۔ مگر ایک موت پرسکون اور آسان موت ہوتی ہے۔ قرآنی وہ دستور جو رمضان میں منجانب اللہ نازل ہوا، اس کے موافق چلنے والوں کو وقت ہی پہ آسان موت آتی ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ اس دستور کے خلاف لاپرواہی

اور من موجی عمل کرتے ہیں۔وہ پریشان کن حالات والی زندگی گذار کر وقت پہ مرجاتا ہے۔ ہر انسان آسانی ہی طلب کرتا ہے۔اس لئے مرنا جو وقت پہ مقرر ہے۔وہ بھی آسانی سے ہی وہ چاہتا ہے۔اللہ تعالی نے رمضان میں قرآن کریم کو نازل کر کے اپنے ہدایات بتلا دیئے کہ اس طرح رہو تو تم جب تک اس دنیا میں جیو گے۔آسانی سے جیو گے!

اسی طرح جب تمہارا اجل آجائے گا تو بھی آسانی کے ساتھ آئے گا اور بغیر پریشانی کے موت کی سواری پہ بیٹھ کر جنت میں پہنچ جاؤ گے۔اس لئے ہر مسلمان کو رمضان المبارک مہینہ کی قدر کرتے ہوئے اس میں رمضان کے چاند دیکھنے کے بعد مغرب بعد سے کل مغرب تک یعنی چوبیس گھنٹوں میں رہنے کے لئے جو "روٹین" اللہ تعالی نے قرآنی دستور کے ذریعہ اپنے بندوں کے لئے پیش کی ہیں۔اس پر سختی اور پابندی کے ساتھ عمل کر کے دارین میں اپنے لئے سکون وآرام حاصل کرنا چاہئے۔

میں نے رمضان المبارک کو صحیح سے گذارنے کے لئے ایک ترتیب عمل پیش کی ہے۔اس کے موافق اگر اس ماہ کو گذارا جائے تو انشاءاللہ اس ماہ کے فوائد ضرور نظر آئیں گے۔

لیکن اگر کوئی دستور الہی یعنی قرآن مجید کے بتلائے ہوئے طریقوں کے خلاف من موجی عمل کرتا ہے۔کائنات کی چیزوں کے نبوی اور الہی طریقہ کے خلاف استعمال کرتا ہے تو اسے تکلیف لازم ہے۔اس لئے کہ قدرت نے اس کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں۔ان سب کے لئے جگہیں بھی مقرر ہیں۔اس وجہ سے ہر چیز کے اطراف میں یا یوں کہ لیجئے کہ ہر چیز اپنے پڑوس اور چوحدی میں کسی نہ کسی سے دبی ہوئی ہے۔ ہر چیز کی چوحدی میں ایک نہ ایک چیز کی دیوار موجود ہے۔ جب تک چیز اپنے سرکل کے محور اور کیل وسرحد میں فطری فیٹنگ کے موافق حرکت میں رہتی ہے۔وہ تندرست رہتی ہے۔جب وہ اپنی حد اعتدال سے کسی سبب سے باہر ہوتی ہے تو پڑوس کی چیز سے ٹکرا کر خود بھی ڈیمیج اور متأثر ہو کر اپنی فطری چلن میں کمی کر لیتی ہے اور اپنے پڑوس کی چیز کو بھی ڈیمیج اور متأثر کر کے اسے بھی ڈیمیج اور خراب کرتی ہے۔اسی لئے پہلے خود کو ٹھیک ٹھاک رہنا چاہئے۔اسی کی ہدایت بار بار قرآن مجید کے دستور میں اللہ تعالی نے "واتقو اللہ،اتقو اللہ وغیرہ جملوں سے کی ہیں،جو شخص خود کو درست کھتا ہے۔اس سے دوسروں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ انسان خود کو ٹھیک ٹھاک رہنے کے بعد خاموش نہیں رہتا، بلکہ اللہ کے حکم " بلغ ما انزلَ الیك" اور نبی ﷺ کے فرمان" بلغوا عنی ولو آیۃ" کے دفعہ اور حکم کے مطابق دوسروں کو بھی اس کے خاص سرحد میں رہنے کے لئے تبلیغ کرتا اور قوانین الہی بتاتا رہتا ہے،تو اپنا، گھر کا اور خاندان و پورے سماج کا ماحول ٹھیک ٹھاک رہتا ہے۔

"روزہ" کے اخیر رکن اسلام کو اللہ تعالی نے فرض کر کے اس کی حکمت بتلاتے ہوئے اپنے کلام " كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" میں روزہ رکھنے کے حکم دینے کے بعد "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" والے قانون کے ذریعے یہی سبق دیا ہے کہ "روزہ" رکھنے کا خاص مقصد اور غرض پہلے قوانین اسلامی کو اپنے بدن کے کل پارٹس میں انسٹال کر کے "خود کو متقی یعنی ٹھیک ٹھاک رہنا ہے"!

مگر! انسان ٹھیک ٹھاک رہنا تو چاہتا ہے۔لیکن! ٹھیک ٹھاک رہنے کے اصلی اور الہی و قرآنی اصول و قوانین پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہے۔اسی طرح جو لوگ تھوڑا بہت عمل کرتے بھی ہیں تو بھی کھان پان کی حرص میں اعتدال نہیں رکھ پاتے ہیں۔آج کل تو ''روزہ'' رکھنے کا کوئی مطلب ہی نہیں حاصل ہوتا ہے۔لوگ ایک تو اصول شرعی سے روزہ رکھتے نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ روزہ رکھتے بھی ہیں تو دن بھر بھوکے پیٹ رہنے کے سبب جو پژمردگی رہتی ہے اس کے سبب روزہ رکھنے میں زبانی اور عملی احتیاط یعنی گالی، گلوج، غصہ، اور روزہ لگنے کا بار بار اظہار کرنے سے روزہ کی روح نکال لی جاتی ہے۔ جب روح ہی نکل جاتی ہے تو روزہ کا مقصد کہاں حاصل ہوگا۔

علاوہ ازیں جس مقصد سے روحانیت کے حصول کے لئے پیٹ کو اور بدن کو بھوکا رکھا جاتا ہے۔اس بھوکے پن کے بعد افطاری کے وقت میں اعتدال نہیں رکھا جاتا ہے۔اسی طرح کھانے پینے والی غذاؤں میں کون غدا خالی پیٹ کے لئے مفید ہے۔کون نقصان دہ ۔اس کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔بس روزہ دار بھوکے شیر کے ''گوشت'' پر تیزی سے دوڑنے کی طرح مختلف اقسام کی نعمتوں کو جیسے ہی دیکھتا ہے۔ ویسے ہی کھانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔جس سے فوڈ انفکشن سے بہت سے لوگ بجائے زندگی پانے کے مر ہی جاتا ہے۔

یعنی جس روزہ کو زندگی کی حفاظت وصیانت کا ضامن مان کر رکھا تھا۔اس روزہ کے افطار کے وقت کے بھی قرآنی دستور یعنی قرآن مجید کے کھانے پینے کے اعتدال کے قوانین کو بھی فالو کرنا اسلامی حکم ہے۔اسی سے دوا اور غذا کے اثرات پیٹ اور اس کے ذریعے کل بدن کے پارٹس پر مفید پڑیں گے۔مسلم شریف کی حدیث ہے ''وَاِذَا أُصِیبُ الدَّ وَآءَ الدّاءَ برأ بِاذنِ اللّٰهِ'' کہ جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفاء ہوتی ہے''۔

پس جب انسان روزہ رکھتا ہے تو اس کے لئے سحری، افطاری، عشائیہ تینوں اوقات میں نظام طعام کو اسی الہی قوانین کے مطابق اپنانا چاہئے، جو رمضان المبارک کی شب قدر میں اتارے گئے ہیں۔اس لئے روزہ داروں کو روزہ اور غیر روزہ دونوں اوقات میں غذاؤں کی خاصیات وصفات کو جان کر خالی پیٹ ان کو کس طرح اور کون کون سی غذائیں استعمال کی جائیں۔کون کون سی غذائیں استعمال نہ کی جائیں۔جان جان کر اس خاص مہینہ کی برکت کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے جس طرح روحانی فوائد حاصل کی جاتی ہے۔اسی طرح جسمانی فوائد بھی حاصل کرنی چاہئے ۔یہ اسی وقت ہوگا جب ہم روزہ میں اس کے مقصد کے موافق کھان، پان کی سنتی ترکیب وترتیب سے غذا کو استعمال کریں گے۔زیادہ کھانا، بے وجہ کھانا اور جب من میں آئے تب تب کھاتے رہنا نسان کا کام نہیں۔ جانور کا کام ہے۔ بلکہ جانور بھی جب جب کھاتا ہے۔اس کی فطری عقل میں اسی زمین پر اگے ہوئے گھاس ونباتات میں سے چند پودے اور جڑیں ایسی ہیں جو ان کے نقصان دینے والی صورت و سوچویشن سے محفوظ رکھتے ہیں۔جن کی شناخت ان کی عقل وقوت شامہ میں قدرت نے رکھ دی

ہیں۔ یہ جانور اسی کے موافق حد میں رہ کر ہی کھانا استعمال کرتے ہیں اور جہاں کہیں اسے بیماری نظر آتی ہے۔ فوراً قدرتی انتظام والی غذا کھالیتا ہے۔

مگر ایک انسان ہے کہ جس کے لئے قدرت نے مکمل اور پورا کا پورا دستورِ حیات اتار دی۔ مگر پھر بھی یہ من موجی کھان پان کو نہیں چھوڑا۔ قدرت کے نظام و قوانین کو فالو نہیں کرتا ہے۔ جبکہ اسے قدرتی قوانین کو فالو کرنا چاہئے اور جس طرح اس کے رب نے یومیہ، ہفتہ واری اور ششماہی و سالانہ غذاؤں کے استعمال کرنے کی ترکیب بتلائی ہیں اور جہاں من موجی غذائیں استعمال کر لینے سے جسمانی و روحانی نقصانات سے بچنے کے لئے روزہ کا بہترین نسخہ رکھا گیا ہے۔ ہر انسان کو اس روزہ کی قدر کرتے ہوئے اس میں غذا اور اس کے استعمال کے لئے جو ٹائم ٹیبل بتلائے ہیں۔ اسی کے مطابق اسے اپنا کھان و پان رکھنا چاہئے۔

جب انسان الٰہی نظام حیات کا فالو اچھی طرح اور بعینہ کرتا ہے تو پھر رمضان کے اخیر دنوں میں لیلۃ الجائزہ میں سے خوش ہو کر اگلے سال رمضان آنے تک بہترین حالتوں میں رکھتا ہے اور بہترین انعام عطا کرتا ہے۔

فضائل رمضان کتاب میں حضرت شیخ العرب والعجمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہیں کہ: حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔ شروع سال سے آخر سال تک رمضان امبارک کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا اچلتی ہے، جس کا نام مثیرہ نامی ہوا چلتی ہے (جس کے جھونکوں) سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں۔ جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی سنی نہیں۔ پس خوشنما آنکھس والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تا کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول لے اور مالک یعنی جہنم کے داروغے سے فرما دیتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے رروزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرواور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر

رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ آواز دیتے ہیں کہ! ہے کوئی مانگنے والا، جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کرو؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں۔ ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں کہ جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے، اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر جہنم سے آزاد کئے گئے تھے۔ ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں، اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل امینؑ کو حکم فرماتے ہیں۔ وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے، جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کر دیتے ہیں اور حضرت جبرئیلؑ کے سو بازو ہیں۔ جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو، بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو، یا ذکر کر رہا ہو! اس کو سلام کریں۔ اس کے مصافحہ کریں، اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ صبح صادق تک یہی حالت رہتی ہے۔

جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتو! کی جماعت! اب کوچ کرو۔ اور چلو۔ فرشتے جبرئیل کی آواز کو سن کر پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمدﷺ کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی۔ چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہﷺ وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے) دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔ تیسرا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ یعنی انعام والی رات سے لیا جاتا ہے اور عید کی صبح جب ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرستوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں اور وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے۔ پکارتے ہیں کہ اے محمد!ﷺ کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو۔ جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف چلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے، اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری

پوری پوری دے دی جائے۔حق تعالیٰ شانہ ارشادفرماتے ہیں کہ!اے فرشتوں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی،اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو!میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جوسوال کروگے۔عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پرنظر رکھوں گا۔میری عزت کی قسم!جب تک تم میرا خیال رکھوگے،میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوگا،اوران کو چھپاتا رہوں گا۔میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔پس اب بخشے بخشائے اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔تم نے مجھے راضی کردیا۔میں تم سے راضی ہوگیا۔پس فرشتے اس اجر وثواب کودیکھ کر جوان کوعیدالفطر کے دن ملتا ہے۔خوشیاں مناتے ہیں اورکھل جاتے ہیں۔ اللھم اجلعلنا منھم! آمین۔ثم آمین!

مفتی محمد سجاد حسین قاسمی نان پوری
یاسین نگر بنگلور۔۴۳رکرناٹک انڈیا